

ایک نوجوان لڑکے کے کھانے کے ایک رات وہ اپنے گھر کے سارے آئینے توڑ کے چاہے گئے۔
 ضرور وہ نہیں ہے آپ اسے صورتِ حال سے متنبہ ہوئے لیکن یہ واقعہ
 اسے طرح پیش ہے آیا۔



شیش گری نے اپنی لڑکی کے لیے کوئی امتحان سارشت تلاش
 کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن اسے کام یابی نہیں ہوئی۔
 ہمارے معاشرے میں غریب اور عزت دار لوگ بیٹیوں کی
 شادی نہیں کر پاتے اور اگر لڑکی ہمت کر کے خود شادی کر لے
 تو اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ پارہی کے فرار سے مجھے ایسا لگا جیسے
 شیش گری کے سر کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو۔ لڑکی خوش رہے گی یا
 نہیں؟ یہ الگ بات ہے مگر مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ
 مصیبت میں نہیں ہے۔ عورتوں کے سوچنے کا انداز نرالا ہوتا
 ہے ایسے معاملوں میں ان کا دل بہت لگتا ہے۔ کسی کے شوہر
 کی موت یا کسی مرد کی ستائی ہوئی عورت کے سلسلے میں ان کی
 ہم دریاں عروج پر ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ دل کھول کر
 مصیبت زدہ کی مدد کرنا چاہتی ہیں۔

میں اور شیش گری ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں اور
 ہمارے گھر بھی ایک ہی کھلی میں قریب قریب واقع ہیں۔ اکثر
 ہم دونوں ساتھ دفتر جاتے ہیں اور ساتھ واپس آتے ہیں۔ لوگ
 کہتے ہیں کہ ہم آپس میں اچھے دوست ہیں لیکن سچ پوچھیے تو یہ
 دو بے بسی شہری دوستی ہے۔

میں شیش گری کے گھر پہنچا تو وہ برآمدے میں بیٹھا تھا۔
 اس کی بیوی اور دو تین عورتیں کمرے میں موجود تھیں۔ مجھے
 دیکھتے ہی شیش گری نے اندر بلا لیا۔ میں خاموشی سے کمرے پر

صبح ہوتے ہی پورے محفلے میں یہ بات پھیل گئی کہ شیش
 گری کی لڑکی پارہی کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ میں کافی پی رہا
 تھا جب میری بیوی نے یہ خبر میرے کانوں میں ڈالی۔ مجھے ایسی
 باتوں پر یقین نہیں آتا۔ ”کس نے بتایا ہے؟“

”کسی ایک نے نہیں، سب یہی کہہ رہے ہیں۔“ بیوی
 نے جواب دیا۔ میں چپ چاپ کافی پی رہا۔ ایک منٹ بعد اس
 نے پھر کہا۔ ”شیش گری آپ کے دوست ہیں۔ آپ ان کے
 گھر کیوں نہیں ہو آتے؟ سچ جھوٹ کا پتہ بھی چل جائے گا اور
 انہیں کچھ تسلی بھی ہو جائے گی۔“

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورتیں ایسی باتوں میں اتنی
 دل چسپی کیوں لیتی ہیں اور دوسرے کی بدنامی سے لطف اندوز
 کیوں ہوتی ہیں۔ میں نے سنجیدگی سے بیوی کا چہرہ دیکھا۔ وہ
 بولی۔ ”میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں آپ؟ کیا مصیبت
 میں جتنا انسان سے ہم دردی کرنا کوئی غلط کام ہے؟“

مجھے شیش گری کے گھر جانے کے لیے اٹھنا ہی پڑا۔ چلتے
 چلتے میں نے بیوی سے پوچھا۔ ”کیا وہ واقعی مصیبت میں ہے؟“
 بیوی چونک گئی۔ میری بات اسے بہت بُری لگی۔ ”کسی
 کی جوان لڑکی بھاگ جائے تو کیا وہ مصیبت میں نہیں ہوگا؟ کچھ
 تو خیال کیجیے، آپ کی بھی لڑکیاں ہیں۔“ وہ غصے میں تیز تیز
 قدموں سے باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔

نوٹ: خاصہ: خواندہ ہفت روزہ رنگت
 دوسرا رنگت

ایک ٹیلگو کہانی
 راج ملکورام چندر ریڈی
 ترجمہ: سیدہ یاسمین ریڈی



میں کچھ دیر بیٹھ کے اُنھہ گیا۔ واپسی میں رو رہ کر خیال آ رہا تھا کہ پارٹی اگر کسی سچ کے بجائے اپنی ذات کے لڑکے کے ساتھ بھاگتی تو غم کیا کچھ کم ہوتا؟

تین مہینے گزر گئے۔ میں شیش گری کے ساتھ ہونے والا واقعہ بھول گیا تھا۔ شیش گری نے پہلے ایک مہینے کی چھٹی لے لی تھی مگر پھر دفتر جانا شروع کر دیا تھا۔ بعد میں رفتہ رفتہ شاید وہ بھی یہ واقعہ بھول گیا۔

درمیان میں وقفے وقفے سے اس سلسلے میں کچھ باتیں معلوم ہوتی رہیں۔ پارٹی جس لڑکے کے ساتھ گئی تھی، وہ بینک میں کام کرتا تھا۔ اس کا تبادلہ یہاں سے حیدر آباد ہوا تو وہ پارٹی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ لڑکا چھوٹی ذات کا لیکن پڑھا لکھا، خوب زولور جوان تھا۔

ایک دن میں دفتر سے گھر پہنچا تو میری بیوی آئین میں کھڑی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا: ”کچھ سنا آپ نے؟“

میں نے کہا: ”نہیں۔“

اس نے بتایا: ”پارٹی آج صبح لوٹ آئی ہے۔ اس کا بچہ آپ کے دوست شیش گری بابو کا دلدادہ بھی آیا ہے۔ میاں بیوی دونوں بہت خوش نظر آتے ہیں، بڑی اچھی جوڑی ہے۔ پارٹی پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گئی ہے، چہرہ چمکنے لگا ہے۔“

میں نے پوچھا: ”تم نے کب دیکھا؟“

اس نے جواب دیا: ”آج کھانا پکانے کے بعد میں ان کے گھر گئی تھی، دو گھنٹے بیٹھی وہیں۔ پارٹی سب گھر والوں کے لیے اچھے اچھے تحفے لائی ہے۔ بھائی بہنوں کے لیے سلائے کپڑے، ماں کے لیے اچھی ساڑی۔ ماں باپ، بیٹی اور دلدادہ کو دیکھ کر بہت خوش ہیں، آپ بھی جا کر دیکھ آئیے۔“

میں کمرے میں جا کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ میری بیوی کہنے لگی: ”آج ہمیں ان کے گھر کھانے پر چلنا ہے۔ انہوں نے بلایا ہے۔ شیش گری جی بہت خوش ہیں، دلدادہ کے آگے پیچھے گھوم رہے تھے۔“

میں خاموشی سے سنتا رہا۔ اچانک اس نے کہا: ”اوہ اصل بات تو بھول ہی گئی، ان کے گھر پکوان پک رہے ہیں۔ پارٹی کو دو مہینے کلچر ہے نا؟“

مجھے ہنسی آگئی۔ ”تم تو کہتی تھیں کہ شیش گری مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ کیا مصیبت اسی کو کہتے ہیں؟“

وہ ہنسی: ”اب چھوڑ دے یہ باتیں۔ کام کاج نسا کے ان کے گھر چلنا ہے۔“ وہ اندر چلی گئی۔

بیٹھ گیا۔ شیش گری منگوم تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اظہارِ افسوس کروں۔ کمرے سے شیش گری کی بیوی رت منا کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ وہ رک رک کر اپنی بیٹی پارٹی کو کوسنے دے رہی تھی۔ ”اس کے سر میں آگ لگے۔ چھناں نے میرے سفید بالوں میں کالک پوت دی۔“

کسی عورت کے سمجھانے کی آواز آئی۔ ”نہیں بس! ایسا نہ کہو۔ آخر وہ تمہاری بیٹی ہے۔“

رت منا بولے ہی جا رہی تھی۔ ”وہ میری بیٹی نہیں ہے بلکہ میرے پیٹ سے پیدا ہونے والا بد گوشت ہے۔ جانے جاتے میرے منہ میں تھوڑا سا زہر ڈال جاتی تو اٹھتا تھا۔“ رت منا پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

میں دو تین منٹ خاموش بیٹھا رہا پھر میں نے شیش گری سے پوچھا: ”اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“

اس نے جواب دیا: ”گرنے کو اب وہ ہی کیا گیا ہے بھئی! منہ چھپانا ہے، چادر اوڑھ کر گھر کے کونے میں پڑے رہنا ہے اور بس۔“ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ کچھ دیر خاموش رہ کے وہ بولا: ”اب میں دفتر کیسے جاؤں گا؟ دوستوں کو کیا منہ دکھاؤں گا؟“ اس کا گلہ زہدہ گیا۔

مجھے اس کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ میں نے اسے مشورہ دیا: ”پولیس میں رپورٹ درج کرا دو۔“

اس نے کہا: ”رپورٹ درج کرانے سے کیا حاصل لڑکی بھاگ گئی، سو بھاگ گئی۔ اب پولیس اسے پکڑ کر لائی بھی تو میں اسے اس گھر میں نہیں گھسنے دوں گا۔“ اس کے لہجے میں غصے سے زیادہ غم تھا۔ اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کے میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔

یہ پارٹی کا خط تھا۔ اس میں چند ہی الفاظ تھے۔ ”پارٹی آپ نے پولیس میں رپورٹ لکھوا کے مجھے پکڑنے کی کوشش کی تو آپ کو میری لاش ملے گی۔ مطمئن رہیے۔ میں کچھ دنوں بعد صحیح سلامت گھر واپس آ جاؤں گی۔ تب تک کے لیے معاف کر دیجیے۔“ خط سے پارٹی کا گہرا اپن جھلک رہا تھا۔ اس کے لیے میرے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو گیا۔ میں نے خط شیش گری کو لوٹاتے ہوئے پوچھا: ”کب گئی؟ کیسے گئی؟“ میں اصل میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کس کے ساتھ گئی؟

”آدھی رات کے وقت گئی ہوگی اور جس کے ساتھ گئی ہے، وہ کوئی برا آدمی ہوگا سچ ذات کا۔ لڑکی بھگانے والا سب انتظام پہلے سے کر لیتا ہے۔“ شیش گری ہاتھ ملنے لگا۔

https://www.facebook.com/groups/372605677178945/

